قانون وانصاف کمیشن آف پاکستان

قانونِ طلاق

طلاق قرآن وسنت کے احکامات اور ملکی قوانین کی رو سے میاں بیوی میں ناچاقی کی صورت میں شوہر کو طلاق دینے کی اجازت ہے۔شوہر اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر یا بغیر کوئی وجہ بتائے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا مجاز ہے گوکہ طلاق حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ چیز ہے۔قرآنِ حکیم کے حکم کے مطابق اگر شوہر بیوی کو اس کے مطالبہ یا رضامندی کے بغیر طلاق دیگا تو جو کچھ بھی اس نے ازدواجی زندگی میں اسے تحفے تحائف،مہر یا نان ونفقہ کی صورت میں دیا ہوگا وہ واپس لینے کا مجاز نہیں ہوگا (سورۃ النساء، آیت ۔۲۰)۔ملکی قانون کے تحت بھی وہ کسی بھی چیز کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

طلاق دینے کا شرعی وقانونی طریقہ کار

۱۔ **طلاقِ احسن** سنتِ رسول ﷺ کے مطابق طلاق کی بہترین قسم طلاقِ احسن ہے جس کے مطابق شوہر زمانہ طہر میں صرف ایک طلاق دیتا ہے اور اس صورت میں بیوی تین حیض یا تین ماہواری (اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ) انتظار کرتی ہے تین طہر کے اندر اندر صلح صفائی کی صورت میں شوہر کو طلاق واپس لینے اور بغیر تجدیدِ نکاح کے بیوی سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔عدت گذرنے کے بعد عورت بائنہ ہوگی تاہم شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرسکے گا۔

۲۔ **طلاقِ حسن** طلاقِ حسن کی صورت میں شوہر ایک ایک مہینے کے وقفے سے حالتِ طہر میں طلاق دے گا۔ دو طلاقیں دینے کے بعد وہ بیوی سے رجوع کرسکتا ہے البتہ تیسری طلاق دینے کے بعد نہ صرف رجوع کا حق ختم ہوجاتا ہے بلکہ اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ اس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرکے صحبت کے بعد طلاق حاصل نہ کرلی ہو یا وہ آدمی فوت نہ ہوا ہو۔

۳۔ **طلاقِ بدعی** اس طریقہ طلاق میں شوہر ایک ہی وقت میں تین طلاقیں اکٹھی دیتا ہے۔اسلام میں طلاق دینے کا یہ انتہائی ناپسندیدہ طریقہ ہے جو قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے،مگر اس سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ ہمارے ہاں طلاق کا یہی ناپسندیدہ طریقہ رائج ہے جس سے حتی الوسع پرہیز کیا جانا چاہیے۔

موجودہ قانون میں طلاق دینے کا طریقہ کار مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ کے تحت طلاق کی مذکورہ اقسام میں سے کسی بھی طلاق کی صورت میں اس کا نوٹس چیئرمین ثالثی کونسل کو دینا لازمی ہے۔چیئرمین نوٹس وصول ہونے کے بعد فریقین کے مقرر کردہ ثالثوں کے

ذریعے ان میں صلح کی کوشش کرے گا۔ صلح نہ ہونے کی صورت میں ۹۰ دن گزرنے کے بعد طلاق موثر ہو جائے گی۔ قانون کے تحت نوٹس نہ دینے کی صورت میں ذمہ دار شخص کو پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ یا ایک سال قید محض یا دونوں سزائیں اکٹھی دی جا سکتی ہیں۔

طلاق کے طریقہ کار کی درستگی کیلئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے کہ مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ کو حسب ذیل طریقے پر تبدیل کیا جائے۔

۱۔ اگر طلاق بیوی کے مسلک کے مطابق رجعی ہو تو شوہر عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

۲۔ اگر طلاق بیوی کے مسلک کے مطابق بائن ہو تو شوہر اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔

۳۔ کوئی شخص ایک طہر میں دو سے زائد طلاقیں نہیں دیگا لیکن دو سے زائد دی ہوئی طلاقیں نافذ ہو جائیں گی۔

۴۔ جو شخص ذیلی دفعہ (۳) کی خلاف ورزی میں اپنے مسلک کے مطابق دو سے زائد زبانی یا تحریری طلاقیں دے گا یا کسی دوسرے کیلئے ایسا طلاق نامہ لکھے گا، جو دو سے زیادہ طلاقوں پر مشتمل ہوگا، وہ قید محض کی سزا کا مستوجب ہوگا جو ایک سال سے زائد نہ ہوگی یا اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کی تعداد ۳۵ سے زائد نہ ہوگی لیکن دو سے زائد دی ہوئی طلاقیں نافذ ہو جائیں گی۔

۵۔ کسی ایسی مطلقہ عورت کیلئے جس کے مسلک کی رو سے طلاق مغلظ ہو چکی ہو، سابق شوہر سے دوبارہ حلالہ کئے بغیر نکاح باطل ہوگا۔

۶۔ عدت کی مدت حسب ذیل طریق پر شمار ہوگی۔

(الف) غیر حاملہ عورت، جسے حیض آتا ہو، کیلئے طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض کا گزر جانا اور اگر عورت اثناء عشری مسلک سے تعلق رکھتی ہو تو اس کیلئے تین طہر گزر جانا۔

(ب) جس لڑکی یا عورت کو حیض نہ آتا ہو، اس کیلئے عدت کا وقت قمری تقویم کے لحاظ سے تین مہینے۔

(ج) حاملہ عورت کیلئے وضع حمل۔

طلاق کی دیگر اقسام:

۱ خلع اگر میاں بیوی کے درمیان حالات اس قدر کشیدہ ہو جائیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے اکٹھے نہ رہ سکیں اور نفرت اور ناپسندیدگی بیوی کی طرف سے ہو تو اس صورت میں بیوی شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کی بنیاد پر عدالت کے ذریعے طلاق لے سکتی ہے بشرطیکہ وہ حاصل کردہ تمام یا بعض مفادات شوہر کو واپس لوٹا دے یا جن شرائط پر وہ باہم رضامند ہوں۔ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق خلع حاصل کرنے کیلئے بیوی کو کوئی وجہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲ **طلاقِ تفویض** یہ طلاق کی وہ قسم ہے جس میں خاوند نکاح کے وقت بیوی کو خود پر طلاق لاگو کرنے کا اختیار دے دیتا ہے۔ یہ اختیار مشروط یا غیر مشروط ہو سکتا ہے۔ بیوی یہ حق عدالت سے رجوع کئے بغیر کسی وقت بھی استعمال کر سکتی ہے۔

۳ **خیارِ بلوغ** عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کے تحت شادی کے وقت دولہا کی عمر ۱۸ سال اور دلہن کی عمر ۱۶ سال ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم عمر کی شادی رجسٹرڈ نہیں ہو سکتی۔ اسلام میں نابالغ بچوں کے نکاح کا اختیار ان کے ولیوں کو حاصل ہے۔ ولی اپنی بچی یا بچے کا نکاح اس کی نابالغی کے دوران اپنی مرضی سے کر سکتے ہیں البتہ انہیں بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو رد یا فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہے جسے خیارِ بلوغ کہتے ہیں۔ شوہر بالغ ہونے کے بعد اگر چاہے تو بیوی کو طلاق دے سکتا ہے البتہ بیوی اپنے نکاح کو خود ختم نہیں کر سکتی بلکہ عدالت کے ذریعے اس نکاح کو ختم کرا سکتی ہے۔ یہ حق استعمال کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بیوی بالغ ہونے کے بعد ازدواجی تعلق شروع ہونے سے قبل دعویٰ دائر کرے۔ بلوغت کے بعد ازدواجی تعلق قائم ہونے سے یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

قدرتی ولی (Natural Guardian) مثلاً باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح میں خیارِ بلوغ نہیں ہوتا الا یہ کہ معلوم ہو جائے کہ اس سے پہلے بھی باپ یا دادا نے غلط جگہ بچی کا نکاح کر دیا تھا۔ اس صورت میں اسکو اس نکاح کے منسوخ کرانے کی وجوہات بیان کرنا ہونگی اور عدالت مطمئن ہونے کے بعد ہی تنسیخِ نکاح کی ڈگری جاری کرے گی۔ البتہ اگر بیوی ایسے نکاح کو ختم کرانا چاہے جو اسکے قانونی ولی (Legal Guardian) مثلاً چچا، ماموں یا ایسے ولی نے منعقد کیا ہو جو عدالت نے مقرر کیا ہو تو تنسیخِ نکاح کیلئے بھی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

۴ **مبارات** قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے کہ "اگر فریقین کو ڈر ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (شوہر کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں "۔ (سورۃ البقرہ ۲۲۸)۔ اس صورت میں دی گئی طلاق کو مبارات کہتے ہیں۔ یہ طلاق کی وہ قسم ہے جس میں شوہر اور بیوی بغیر مقدمہ کئے باہمی رضامندی سے اپنا نکاح ختم کر سکتے ہیں۔ البتہ تنسیخِ نکاح کیلئے جو شرائط ان کے مابین طے پا جائیں انہیں پورا کرنا فریقین کی قانونی ذمہ داری ہے۔ قرآنِ حکیم نے ان شرائط پر فریقین کو طلاق کی اجازت دی ہے۔

۵ **ایلاء** ایلاء طلاق کی وہ قسم ہے جس میں شوہر لفظ طلاق نہیں کہتا، بلکہ بیوی سے ازدواجی تعلق ختم کرنے کی قسم کھا لیتا ہے، مثلاً وہ قسم کھاتے ہوئے کہہ دے کہ آج سے میرا تمہارا تعلق ختم ہے۔ اگر شوہر چار ماہ تک مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائے اور قسم پوری کر لے تو یہ ایلاء ہے۔ چار ماہ سے کم کی قسم کھائے تو شرعاً ایلاء نہیں، البتہ اگر مطلق مقاربت نہ کرنے کی قسم کھا لے یا کبھی مقاربت نہ کرنے کی قسم کھا لے تو فی الفور طلاق بائن واقع ہو جائیگی۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے

کہ:۔ "جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں ان کیلئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر انہوں نے رجوع کر لیا تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے"۔ (البقرہ ۲۲۵) چار ماہ کے دوران اگر شوہر قسم نہیں توڑتا اور اپنی بیوی سے رجوع نہیں کرتا تو پھر چار ماہ گزرنے کے بعد انکا نکاح ختم ہو جائے گا۔

۶ **ظہار** ظہار طلاق کی وہ قسم ہے جس میں شوہر لفظ طلاق ادا کئے بغیر اپنی بیوی کو ماں بہن یا کسی ایسے رشتے سے تشبیہ دیدیتا ہے جو نکاح کیلئے حرام ہوں۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے کہ "تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ ان کی مائیں تو

وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے قبل اسکے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ساٹھ مساکین کو (متوسط) کھانا کھلائے "۔ (سورۃ المجادلہ ۲۔۴) اس آیت کی رو سے ظہار کے بعد تین حیض کے دوران رجوع نہ کرنے کی صورت میں بیویاں انکے لئے حرام ہو جائیں گی اور طلاق موثر ہو جائیگی۔

۷ **لعان** لعان کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شوہر اگر اپنی بیوی پر زنا کا الزام عائد کرے مگر اسکے پاس چار عینی گواہ نہ ہوں تو وہ قرآنِ حکیم کی سورۃ النور آیات ۶ تا ۹ کے مطابق عدالت کے سامنے چار دفعہ الزام دہرائے گا کہ میری بیوی زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور وہ پانچویں دفعہ یہ کہے گا کہ اگر یہ الزام غلط ہو تو مجھ پر خدا کا عذاب ہو۔ اسکے بعد بیوی کو بلایا جائیگا۔ اگر وہ جرم قبول کر لے تو اسے قانون کے مطابق سزا دیجائیگی لیکن اگر انکار کر دے تو وہ چار دفعہ عدالت کے روبرو کہے گی کہ مجھ پر زنا کا عائد کردہ الزام غلط ہے اور پانچویں دفعہ کہے گی کہ اگر یہ الزام صحیح ہو تو مجھ پر خدا کا عذاب ہو۔ لعان کی کاروائی مکمل ہونے کے بعد عدالت حکم قرآنی کے مطابق انکا نکاح ختم کرنے کا فیصلہ کرے گی۔

شوہر کو بغیر گواہوں کے زنا کا الزام لگانے پر حد قذف کی سزا نہیں دی جائیگی اور نہ ہی شوہر کے الزام کی بنیاد پر بیوی کو سزا ہوگی لیکن اگر کوئی فریق لعان کی کاروائی میں شریک نہ ہو تو عدالت انہیں تعزیری سزا دے سکتی ہے۔ لعان کی کاروائی کی صورت میں اگر بیوی حاملہ ہو اور شوہر اس بچے کی ولدیت سے انکار کر دے تو اس کی ولدیت شوہر کی جانب منسوب نہیں ہوگی البتہ بچہ ماں کی جائیداد میں وارث ہوگا۔

دعویٰ تنسیخ نکاح کی وجوہات درج ذیل وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ موجود ہو تو قانون تنسیخ نکاح مسلمانان ایکٹ ۱۹۳۹ء کے تحت بیوی تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر سکتی ہے۔

i)   شوہر کی نسبت چار سال تک بیوی کو کوئی علم نہ ہو اور وہ لا پتہ ہو۔

ii)   شوہر نے اپنی بیوی کو دو سال یا اس سے زائد عرصہ تک حرچہ یا نان ونفقہ ادا نہ کیا ہو۔

iii)   شوہر نے بیوی کی رضامندی کے بغیر یا چیئرمین ثالثی کونسل سے دوسری شادی کا اجازت نامہ لئے بغیر دوسری شادی کر لی ہو

iv)   شوہر کو کسی عدالت سے سات سال کی سزا کا حکم ہو چکا ہو۔

v)   شوہر بلا وجہ تین سال سے حقوق زوجیت ادا کرنے میں ناکام رہا ہو۔

vi)   بوقت شادی شوہر نامرد ہو اور یہ کیفیت جاری ہو۔

vii)   شوہر عرصہ دو سال سے پاگل پن کا شکار ہو یا جذام یا ایسے ہی کسی اور موذی مرض میں مبتلا ہو۔

viii)   شوہر بیوی کو ذہنی اور جسمانی اذیت دیتا ہو۔

ix)   شوہر مجرمانہ یا غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث ہو یا بیوی کو غیر اخلاقی فعل پر مجبور کرتا ہو۔

x)   شوہر بیوی کی منقولہ، غیر منقولہ جائیداد میں اس کی رضامندی کے بغیر تصرف کرے یا اس پر اس کی فروخت کے سلسلے میں پابندی عائد کرے۔ حریلہ

عدت کی صورت میں مطلقہ یا بیوہ کا حق نان ونفقہ عدت کی دو ہی صورتیں ہیں۔

(i)   طلاق یا تنسیخ نکاح کی کسی صورت میں

(ii)   خاوند کی وفات کی صورت میں

دونوں صورتوں میں عدت کی مدت مختلف ہے۔ طلاق یا تنسیخ نکاح کی صورت میں عدت کی مدت تین حیض یا تین ماہ ہے (الطلاق ۔۴)۔ اس مدت کا شمار طلاق ہونے کے بعد شروع ہوگا۔ شوہر کی وفات کی صورت میں عدت کی میعاد چار ماہ دس دن مقرر ہے (البقرۃ ۔۲۳۴)، البتہ طلاق یا تنسیخ نکاح اور شوہر کی وفات کی صورت میں حاملہ عورت کی عدت زچگی تک ہے (الطلاق ۔۴)۔ جہاں تک حرچے یا نان ونفقے کا تعلق ہے تو دورانِ عدت مطلقہ عورت اپنے شوہر سے حرچے یا نان ونفقہ کی حقدار ہے جو اس کی طرف سے انکار کی صورت میں بذریعہ عدالت بھی حاصل کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ شوہر کی قانونی ذمہ داری ہے کہ دورانِ عدت نفقہ ادا کرے۔ یہ ایک مذہبی فریضہ بھی ہے جس کا حکم قرآن مجید میں بھی ملتا ہے۔ (الطلاق ۔۲)۔ مزید براں حکمِ قرآنی کی رو سے شوہر کی وفات کی صورت میں بیوہ ایک سال تک رہائش اور نان ونفقہ کی حقدار ہے۔ (البقرۃ ۔۲۴۰) جو متوفی شوہر کی جائیداد میں سے ادا کیا جائے گا اور یہ حقِ وراثت کے علاوہ ہے۔

شوہر کی وراثت میں بیوہ کا حصہ اور قانونی تحفظات حکمِ قرآنی اور ملکی قانون کی رو سے بیوی اپنے لاولد متوفی شوہر کے ترکے (منقولہ وغیر منقولہ) میں سے ایک چوتھائی (1/4) اور اگر صاحبِ اولاد ہو تو آٹھویں حصے (1/8) کی حقدار ہوتی ہے۔

چونکہ شوہر کی وفات کے فوراً بعد بیوہ دیگر ورثاء کے ہمراہ اس کی جائیداد کی ملکیت میں برابر کی شریک ہوتی ہے اسلئے کوئی دوسرا حصہ دار زبردستی اس کو اس کی جائے رہائش سے بیدخل نہیں کر سکتا۔ جبراً بیدخل کر دیے جانے کی

صورت میں وہ زیر دفعہ ۹ قانون دادرسی مخصوص مجریہ ۱۸۷۷ء (Specific Relief Act,1877) دوبارہ قبضہ حاصل کرسکتی ہے تاہم ضروری ہے کہ دعویٰ بیدخل ہونے کے ۶ ماہ کے اندر اندر دائر کردیا جائے۔

شوہر سے علیحدہ رہنے کی صورت میں بیوی کا حق نان ونفقہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ یہ مرد کی نہ صرف اخلاقی بلکہ قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق بیوی بچوں کے نان ونفقے کا بندوبست کرے لیکن اگر ان کی آپس کی ناچاقی کی وجہ سے حالات اس حد تک خراب ہو جائیں کہ شوہر اپنی بیوی کو گھر سے نکال دے یا بیوی کو مجبوراً شوہر سے علیحدہ رہنا پڑے تو نان ونفقہ کی ادائیگی سے اس کے انکار پر عدالت مجاز یا ثالثی کونسل اس بات کا تعین کرے گی کہ غلطی کس کی ہے۔ اگر غلطی شوہر کی ہو تو وہ خرچے یا نان ونفقے کی ادائیگی سے بری الذمہ نہیں ہو سکے گا۔ اگر وہ اسکی ادائیگی میں ناکام رہے یا جان بوجھ کر ادا نہ کرے تو بیوی زیر دفعہ ۹ مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء چیئرمین ثالثی کونسل کو درخواست دے کر ادائیگی نفقہ کا حکم جاری کرواسکتی ہے یا عدالتی چارہ جوئی کے ذریعے اسے اس کی ادائیگی پر مجبور کرسکتی ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بیوی بغیر کسی معقول وجہ کے شوہر کا گھر چھوڑ چکی ہے یا شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے تو اس صورت میں وہ نان و نفقہ کی حقدار نہیں ہوگی البتہ بچوں کے اخراجات کی ذمہ داری بہرحال باپ پر ہوتی ہے۔

نابالغ بچوں کی حضانت اور پرورش ملکی قوانین کے مطابق نابالغ بچوں کی حضانت اور پرورش والدین کی ذمہ داری ہے اور وہی ان کے حقیقی ولی ہوتے ہیں لیکن والدین میں علیحدگی یا ان میں سے کسی ایک کی وفات کی صورت میں بچے کی حضانت اور پرورش کیلئے ولی کا تعین عدالت کرتی ہے جس میں بچے کے بہترین مفاد کو مدِنظر رکھا جاتا ہے۔

اسلامی قانون (سنی مکتبہ فکر) کے مطابق لڑکے کی صورت میں سات سال تک اور لڑکی کی صورت میں بلوغت تک حضانت کا حق ماں کو حاصل ہے جبکہ فقہ جعفریہ کے مطابق یہ حق لڑکے کی صورت میں دوسال تک اور لڑکی کی صورت میں سات سال تک ماں کو حاصل ہے۔ اس کے بعد حقِ حضانت باپ کو منتقل ہو جاتا ہے

والدین کی وفات کی صورت میں یا انکی دستبرداری یا نااہل قرار دیئے جانے کی صورت میں نابالغ بچوں کی حضانت کا حق مندرجہ ذیل ترتیب سے منتقل ہوتا ہے۔

(i) نانی، پرنانی اور اس سے اوپر کا رشتہ

(ii) دادی، پردادی اور اس سے اوپر کا رشتہ

(iii) سگی بہن، پھر ماں شریک سوتیلی بہن ( )، پھر باپ شریک سوتیلی بہن ( )، اور پھر اسی ترتیب سے انکی بیٹیاں

(iv) خالہ، پھر پھوپھی اور پھر اسی ترتیب سے ان کی بیٹیاں

(v) دادا، پردادا اور اس سے اوپر کا رشتہ

(vi) حقیقی بھائی، پھر ماں شریک سوتیلا بھائی اور پھر باپ شریک سوتیلا بھائی

(vii) چچا، پھر ماموں اور اسی ترتیب سے ان کے بیٹے

زیر دفعہ ۲۵ گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ ۱۸۹۰ء بچے کے حقِ حضانت کا فیصلہ مجاز عدالت ہی کر سکتی ہے جس میں بچے کے بہترین مفاد کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اگر بچہ سمجھدار ہو تو عدالت اسکی رائے کا بھی احترام کرتی ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری۔ I

قانون و انصاف کمیشن آف پاکستان

فون نمبر 051-9214797

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk: